کرے۔(۷) کسی آدمی کی دریافت مطلوب ہو تو نشاندہی کرے۔(۸) ظالم کو ظلم سے روکے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:" إیاکم والجلوس فی الطرقات فقالوا: "مالنا بد، إنماهی مجالسنا نتحدث فیها، قال إن أبیتم إلا المجلس فأعطوا الطریق حقها فقالوا ماحق الطریق قال غض البصر وکف الأذیٰ وردّ السلام والأمر بالمعروف والنهی عن المنکر ،وفی بعض الروایات وإرشاد الضال" [صحیح بخاری کتاب المظالم باب افنیة الدور ،صحیح مسلم کتاب اللباس] "لوگو راستوں میں بیٹھنے سے بچو! صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے لیے ان مجلسوں کے بغیر چارہ نہیں، ہم وہاں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تمہیں وہاں ضرور بیٹھنا ہی ہے۔ تو راستے کا حق ادا کرو۔ صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا: اے رسول اللہ راستے کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا" نگاہوں کو نیچی رکھنا، تکلیف دہ چیزوں کو راستے سے ہٹا دینا یا خود تکلیف پہنچانے سے باز رہنا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا۔"

۱۰۔ مجلس برخاست کرتے وقت دعا پڑھنا: حضرت ابوھریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:" من جلس فی مجلس فکثر فیه لغطه فقال قبل أن یقوم من مجلسه ذلک" سبحانک اللهم وبحمدک أشهد أن لاإله إلاأنت أستغفرک وأتوب إلیک" إلاغفر له ماکان فی مجلسه ذلک" [جامع الترمذی أبواب الدعوات باب مایقوم إذا قام من مجلسه] "جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا اور اس میں اس نے بہت سی لایعنی باتیں کیں۔ اپنی اس مجلس سے اٹھنے سے قبل اس نے یہ دعا کی" اے اللہ تو پاک ہے اپنی کامل خوبیوں کے ساتھ میں تجھ سے گناہوں کی معافی مانگتا اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔" تو اس کی اس مجلس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں ان آداب کو اپنانے کی توفیق بخشے۔ آمین

اسلامی معیشت قسط:۱

حرمتِ سود

مولانا ارشاد الحق اثری - ادارہ علوم اثریہ فیصل آباد

عالم اسلام کا ایک بڑا مسئلہ ''اسلام کا معاشی نظام'' ہے جو تجارت، مضاربت، مشارکت، صدقات اور احسان سے وابستہ ہے۔اس میں قرض دینا بھی صدقہ اور نیکی ہے۔اس لیے قرض پر سود کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔المیہ یہ ہے کہ اس وقت پوری دنیا کی معیشت پنجہ یہود میں گرفتار ہے، جن کی سرشت ہی میں سود خوری اور حرام خوری رچی بسی ہے۔سود وصول کرنے کی نت نئی صورتیں سامنے آ رہی ہیں۔بنکوں کا نظام تجارت کی بنیاد پر نہیں بلکہ سود کی بنیاد پر ہے۔اوران سودی اداروں میں تجارت گویا شجر ممنوعہ ہے۔دنیوی زندگی میں سود پورے معاشرے کے رگ وریشے میں سرایت کر گیا ہے اور اُس کی اِس ہمہ گیری کو دیکھ کر احساس ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہمارے معاشرے پر من وعن صادق آتا ہے۔حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:'' لیأتینّ علی الناس زمان لایبقیٰ أحد إلاأکل الربا،فمن لم یاکله أصابه من غباره '' [أبو داؤد ،ابن ماجه] ''لوگوں پر ایسا زمانہ آ کر رہے گا کہ جس میں کوئی فرد سود کھانے سے بچ نہیں سکے گا۔جو سود نہ کھائے گا اسے سود کا غبار پہنچے گا۔'' یعنی سود براہ راست نہ سہی تو کسی نہ کسی شکل وصورت میں وہ سود سے متاثر ہوگا۔اس کی تائید دوسری ان روایات سے بھی ہوتی ہے جن میں قیامت کے قریب سود کے عام ہو جانے کا ذکر آیا ہے۔

سود کی شناعت وقباحت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ جو لوگ سود لینے سے باز نہ آئیں ان کے بارے میں بڑے تہدید آمیز انداز میں فرمایا گیا ہے: ﴿ فإن لم تفعلوا فاذنوا بحرب من الله ورسوله﴾ [البقرة ۲۷۹] ''اگر تم سود نہیں چھوڑتے تو اللہ اوراس کے رسول ﷺ کی طرف سے تمہارے خلاف اعلانِ جنگ ہے۔'' سود خوروں کا قیامت کے روز حشر کیا ہوگا؟ اس کے بارے میں فرمایا ہے: ﴿ الذین یاکلون الربا لایقومون إلا کما یقوم الذی یتخبطه الشیطان من المس﴾ [البقرة ۲۷۵] ''جو سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے روز اس طرح کھڑے ہوں گے جیسے کسی کو شیطان نے چھو کر باؤلا کر دیا ہو۔'' احادیث مبارکہ میں بھی سود اور سود خوروں کی بڑی مذمت بیان ہوئی ہے۔حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے'' لعن رسول الله ﷺ آکل الربا ومؤکله وکاتبه وشاهدیه وقال هم سواء '' [مسلم] ''رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے، سود دینے والے، سودی معاملہ کا وثیقہ لکھنے والے اور اس پر گواہی

دینے والے پر لعنت فرمائی اور فرمایا کہ یہ سب گناہ میں برابر ہیں۔'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''الربا سبعون باباً أدناها كالذي يقع على أمه'' [بیهقی] ''سود کے ستر درجات ہیں، سب سے ادنیٰ درجہ اس شخص کی مانند ہے جو اپنی ماں سے بدکاری کرتا ہے۔'' یہی روایت حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام سے بھی مروی ہے اور اس میں فرمایا ہے کہ ''سود کے تہتر درجات ہیں۔''

صحیح بخاری ؛ مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''سات مہلک چیزوں سے بچو'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا وہ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا، جادو کرنا، کسی شخص کو ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جہاد کے وقت میدان سے بھاگ جانا، کسی پاک دامن عورت پر تہمت باندھنا۔'' اسی طرح حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے آج رات دو شخصوں کو دیکھا جو میرے پاس آئے اور مجھے بیت المقدس تک لے گئے، پھر ہم آگے چلے تو ایک خون کی نہر دیکھی جس کے اندر ایک آدمی کھڑا تھا اور دوسرا آدمی اس کے کنارے پر کھڑا تھا اور اس کے سامنے پتھر پڑے تھے جب یہ نہر والا شخص نہر سے باہر آنے کی کوشش کرتا تو کنارے والا آدمی اس کے منہ پر پتھر مارتا جس سے وہ واپس وہیں پہنچ جاتا جہاں پہلے تھا۔ پھر وہ نکلنے کا ارادہ کرتا تو کنارے کا آدمی پھر وہی سلوک کرتا تھا۔'' رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں میں نے اُن دونوں ساتھیوں سے پوچھا یہ: کیا ماجرا ہے جو میں دیکھ رہا ہوں؟ انہوں نے بتلایا کہ خون کی نہر میں جو آدمی ہے وہ سود کھانے والا ہے (اور وہ اپنے عمل کی سزا پا رہا ہے) [بخاری] یہ اور اسی نوعیت کی دیگر بہت سی روایات سے سود کی قباحت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اب دیکھیں کہ یہ سود ہے کیا؟

ربا کے لغوی معنی ہیں زیادت، اضافہ یا بڑھوتری۔ اسی معنی میں ہے: ﴿ويربي الصدقات﴾ [البقرة ۲۷٦] ''وہ بڑھاتا ہے صدقات کو'' اسی معنی میں ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے ﴿فإذآ أنزلنا عليها المآء اهتزت وربت﴾ [الحج ۵۰] ''پھر جب ہم اس پر پانی اتارتے ہیں تو وہ ابھرتی اور پھولتی ہے۔'' اس معنی میں '' ربوۃ '' کا لفظ اونچی اور بلند جگہ کے لیے استعمال ہوا ہے۔ [المومنین ۵۰] کہا جاتا ہے '' ربيت الولد فربا '' میں نے بچے کی تربیت کی وہ بڑھ گیا، بڑا ہو گیا۔ [الصحاح ۲۳۴۹/٦] قرآن مجید میں ہے ﴿وما اٰتيتم من ربا ليربوا في اموال الناس فلا يربوا عند الله﴾ [الروم ۳۹] ''اور جو چیز تم زیادہ لینے کے لیے دو تاکہ لوگوں کے مال میں بڑھوتی ہو وہ اللہ کے یہاں نہیں بڑھے گی۔''

ظاہر ہے کہ ''ربا'' کے اسی لغوی مفہوم میں ہر قسم کے اضافے اور بڑھوتی کی مذمت نہیں۔ بائع بھی اصل قیمت خرید

پر نفع حاصل کرتا ہے اور وہ حلال ہے۔ ''ربا'' کی حرمت پر سود خوروں نے تو کہہ دیا تھا کہ ﴿ إنما البيع مثل الربا﴾ بیع وشراء بھی تو ''ربا'' کی طرح ہے۔ گویا وہ سمجھتے تھے کہ اگر اصل قیمت پر زیادتی اور اضافہ حرام ہے تو بیع وشراء میں بھی بائع مشتری سے زیادہ ہی وصول کرتا ہے وہ حلال کیوں؟ اس کا سیدھا سا جواب ارشاد ہوا کہ ﴿أحل الله البيع وحرم الربا﴾ ''اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال اور ربا کو حرام قرار دیا ہے۔'' اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ''ربا'' کو بیع کے تقابل میں ذکر کیا ہے جس سے یہ بات خود بخود واضح ہو جاتی ہے ''ربا'' کی صورت میں جو اضافہ رأس المال پر لیا جاتا ہے وہ بہرحال بیع نہیں۔

بیع میں مال کے بدلے میں مال یا مال کے بدلے میں کرنسی دی جاتی ہے۔ لیکن ''ربا'' میں اضافہ کسی چیز کا عوض نہیں ہوتا۔ اس فرق کی قرآن مجید ہی میں وضاحت موجود ہے، چنانچہ فرمایا: ﴿ يآأيها الذين آمنوا اتقوا الله وذروا مابقى من الربٰوا إن كنتم مومنين ۞ فإن لم تفعلوا فأذنوا بحرب من الله ورسوله وإن تبتم فلكم رؤس اموالكم لاتَظلمون ولا تُظلمون ۞ وإن كان ذوعسرةٍ فنظرة إلى ميسرة وأن تصدقوا خير لكم إن كنتم تعلمون ۞﴾ [البقرة ۲۷۸۔ ۲۸۰] ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور کچھ تمہارا ''ربا'' یعنی سود لوگوں پر باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو، اگر واقعی تم ایمان لائے ہو۔ لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا تو آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلان جنگ ہے۔ اب بھی توبہ کر لو تو اپنا اصل سرمایہ لینے کے تم حق دار ہو نہ، تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ تمہارا قرض دار تنگ دست ہو تو ہاتھ کھلنے تک اسے مہلت دو اور اگر تم صدقہ (یعنی معاف) کرو تو یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے اگر تم سمجھو۔''

ان آیات مبارکہ میں (رؤس اموالكم) اصل اموال اگر وہ ''تنگ دست'' ہو اور اس کو ''مہلت دینے'' کے الفاظ قابل غور ہیں۔ رؤس اموال یعنی اصل مال سے وہ مال یا عوض بصورت کرنسی وغیرہ مراد ہے جو بوقت عقد معاملہ کرتے ہوئے طے پا جائے۔ وہ عقد خواہ بیع کا ہو یا قرض کا، اجارہ کا ہو یا نکاح کا۔ لہٰذا کسی عقد میں طے شدہ رأس المال یعنی اصل قیمت وصول کرنے کی ہی اجازت ہے۔ اس پر اضافہ سود ہے جو ظلم وتعدی پر مبنی ہے۔ اور اگر ادائیگی کرنے والا نادار اور تنگ دست ہے تو اسے مہلت دینی چاہیے، بلکہ اگر سب کچھ معاف کر دو تو بہتر ہے۔ لیکن تنگ دست کو مہلت دینے کی بجائے مزید اس پر بوجھ ڈالنا اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اپنے مطالبے کو بڑھاتے چلے جانا انتہائی انسانیت سوزی اور بے رحمی ہے۔ اس پر بڑی سخت وعید فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: ﴿ يآأيها الذين آمنوا لاتأكلوا الربا أضعافاً مضاعفةً واتقوا الله